BUJIS
BAHRIA UNIVERSITY JOURNAL OF ISLAM AND SOCIETY
pISSN No: 0000-0000 eISSN No: 0000-0000
Volume: 01, Issue: 01 (June 2025)
Email: bujis.bukc@bahria.edu.pk.com
Website: www.bujis.bahria.edu.pk
DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES, BAHRIA UNIVERSITY KARACHI CAMPUS

خطۂ پاکستان میں المہلب کی خطہ پاکستان میں عسکری مہمات کا تاریخی اور عسکری حکمت عملی کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

A Historical and Strategic Analysis of al-Muhallab ibn Abi Sufrah's Military Campaigns in the Region of Present-Day Pakistan

Justice Dr.Syed Muhammad Anwer [1]
[1] Judge, Federal Shariat Court of Pakistan. **Email**: syedmanwer@yahoo.com

ABSTRACT

This study presents a historical and strategic analysis of the military campaigns of al-Muhallab ibn Abi Sufrah, a prominent Arab general of the 7th century, with a particular focus on his expeditions in the region of present-day Pakistan. Al-Muhallab, serving under the Rashidun, Umayyad, and Zubayrid caliphates, played a pivotal role in the early Islamic military expansion into South and Central Asia. Notably, in 664 CE, he led incursions into Banna (modern-day Bannu) and al-Ahwar Lahor (Swabi), marking some of the earliest Islamic military engagements in the Indian subcontinent—preceding Muhammad bin Qasim by nearly five decades.

The analysis explores his strategic acumen in counterinsurgency, particularly against the Kharijite Azariqa faction, and his ability to navigate complex tribal politics within the Basran and Khurasani military structures. His campaigns were characterized by both kinetic and non-kinetic strategies, including psychological warfare and tribal diplomacy. Al-Muhallab's military legacy not only contributed to the stabilization of the eastern frontiers of the Umayyad Caliphate but also laid the groundwork for the eventual Islamic penetration into the Indus Valley.

By examining primary historical sources and recent scholarly interpretations, this paper highlights al-Muhallab's underappreciated role as a precursor to Islamic influence in South Asia, offering new insights into the early Islamic military doctrine and its regional implications.

Article Information

Received
June 29, 2025
Revised
Aug 18, 2025
Accepted
Aug 29, 2025
Published
Sep 30, 2025

Keywords:
Muhallab, Umayyad expansion, Bannu and Swabi, Islamic history, Islam in Pakistan

Funding
This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

1۔المہلب کا شجرۂ نسب نام اور کنیت:

المہلب کا مکمل اور قابل اعتبار تعارف طبقات ابن سعد متوفی 230ھ میں ہمیں کچھ اس طرح ملتا ہے:

مہلب بن ابی صُفرہ عتکیؒ

"ابو صفرہ کا نام ظالم بن سرّاق ہے اور مُہلَّب کی کنیت ابو سعید ہے۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پایا لیکن ان سے کچھ روایت نہیں کرتے اور سَمُرہ بن جُندَب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ خراسان کے والی تھے اور مرو الرودمیں عہد عبدالملک میں سن 83 ھ میں فوت ہوئے۔ آپ نے خراسان پر اپنے صاحبزادے یزید بن مُہلب کو اپنا نائب بنادیا تھا، پھر حجاج نے یزید کو بحال رکھا۔"[1]

اس مختصر تعارف سے المہلب کی ذات سے متعلق کئی اہم باتوں کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

اولاً یہ کے المہلب نسلی طور پر عربی الاصل تھا۔ بعد کے بعض مؤرخین نے اسے فارسی الاصل کہا ہے یا بنانے کی کوشش کی ہے وہ بات صحیح نہیں ہے۔

دوسری اہم بات جو طبقات ابن سعد میں المہلب بن ابی صفرہ کے بیان کیے گئے اس تعارف سے ہمیں معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ المہلب صحابئ رسول ﷺ نہیں، جیساکہ بعض مصنفین نے ان کے بارے میں خیال کیا ہے۔ بلکہ تابعی رسول ﷺ تھے۔

المہلب کی ولادت سن 8 ہجری بمطابق سن 629 عیسوی میں ہوا۔ بعض مؤرخین نے المہلب کی تاریخ پیدائش 630ء بھی شمار کی ہے۔

المہلب بن ابی صفرہ سن 702ء بمطابق 82ھ میں فوت ہوا۔ المہلب اپنی آخری عمر میں خراسان کا عامل تھا جہاں سے اس نے بخارا پر دو حملے کیے لیکن وہاں سے واپسی پر ذوالحجہ 82 سن ہجری جنوری/فروری 702 سنِ عیسوی اس کے ضلع مرورود[2] کے ایک گاؤں زاغول میں وفات پائی۔[3]

2۔ عسکری مہمات کا جائزہ

المہلب کی سیاسی اور عسکری مہمات، عملداری، اثرات اور فتوحات سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس

---

[1] طبقات ابن سعد ج7 ص145 ناشر نفیس اکیڈمی، کراچی

Ibn Sa'd. Tabaqat. Vol. 7. Karachi: Nafees Academy.

[2] اس علاقہ کو مروروذ کی املاء سے بھی لکھا اور بولا جاتا ہے۔

[3] دائرہ معارف اسلامیہ اردو، ج21 ص902

Da'irah Ma'arif al-Islamiyyah (Urdu). Vol. 21.P. 902

OPEN ACCESS　CC BY NC　**Bahria University Journal of Islam and Society** is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

وقت کا مروجہ سیاسی و حکومتی نظام ایک مرتبہ مختصراً سمجھ لیں کہ اموی دور میں سب سے افضل حکومتی منصب خلیفہ کا ہوتا تھا۔ جبکہ والی، عامل امیر، اور صاحب شرطہ نہایت اہمیت کے حامل عہدہ گردانے جاتے تھے۔

ان اہم انتظامی، عسکری اور مالیاتی عہدوں کے علاوہ ایلچی اور سفیر وغیرہ کے عہدوں کے لیے ذمہ دار لوگوں میں سے حکومت کا نظام چلانے کے لیے مختلف لوگوں کا تقرر کیا جاتا تھا۔

المہلب کی سیاسی اور عسکری زندگی کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ مختلف ادوار میں کبھی نہ کبھی ان تمام انتظامی اور عسکری عہدوں پر مامور رہا ہے۔

3۔ پہلی "غزوہ سندھ" میں المہلب کی شرکت

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے عبداللہ بن عامر کو بصرہ میں والی متعین کیا۔ اور عبداللہ ابن عامر نے اپنی جانب سے عبدالرحمن بن سمرہ کو سجستان پر عامل مقرر کیا۔ جبکہ عبداللہ بن خازم کو خراسان پر عامل مقرر کیا اور عبداللہ ابن سوار العبدی کو سرحد سندھ پر عامل تعینات کیا۔

سن 43ھ میں عبداللہ ابن عامر نے عبدالرحمن ابن سمرہ کو جب سجستان کا عامل بنایا تو وہ وہاں چلا گیا۔ عباد ابن حصین اس کا صاحب شرطہ تھا۔ اس کے ساتھ کئی دیگر اشراف بھی شامل تھے جن میں المہلب بھی شامل تھے۔[5][4]

اسی سال یعنی 43ھ میں عبداللہ ابن عامر نے عبداللہ ابن سوارالعبدی کو اس وقت کی سرحد سندھ کے علاقے کے لئے عامل مقرر کیا۔ اور عبداللہ ابن سوار نے اس وقت کی سلطنت سندھ کے شمالی مغربی سرحد کے ایک اہم شہر قیقان جو آج کل قلات کے نام سے مشہور و موسوم ہے، پر مہم جوئی کی اور ابتدا میں اسے کچھ کامیابی بھی

4 الکامل فی التاریخ،، أبو الحسن علي بن أبي الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عزالدين ابن الأثير، ت عمر عبد السلام تدمري، دار الکتاب العربي، بيروت، ج 3، ص 150

 Ibn al-Athir, ‘Izz al-Dīn, Al-Kāmil fī al-Tārīkh, ed. ‘Umar ‘Abd al-Salām Tadmurī, vol. 3 (Beirut: Dār al-Kitāb al-‘Arabī, 1417 AH / 1997 CE).

5 ابن الاثیر، ج 3، ص 35

Ibn al-Athir, v. 3, p.35

Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

حاصل ہوئی لیکن بعد ازاں سوار العبدی ایک مقامی مزاحمت کے نتیجے میں قیقان میں ہی مارا گیا۔ اس واقعہ کو ابن اثیر نے تفصیلا بیان کیا ہے۔ [6]

یوں قیقان پر مسلمانوں کا یہ پہلا حملہ تھا اس عسکری مہم کو ابن اثیر نے غزوہ سندھ کے عنوان کے تحت لکھا ہے، کیونکہ اس زمانہ میں قیقان یعنی موجودہ قلات کا علاقہ سندھ میں شامل ہوتا تھا اور قیقان (قلات) اس وقت کے سندھ جس کا حکمران راجہ داھر تھا کی شمال مغربی سرحد تھی۔ قیقان یعنی قلات کا شہر عبداللہ ابن سوار العبدی کی ابتدائی عارضی فتح تھی جس میں المہلب لشکر کے اہم ذیلی قائدین میں سے تھے۔ ان فتوحات میں المہلب نے نہ صرف اپنی شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کیا بلکہ اپنے قبیلے کے افراد کی شرکت کے ذریعے بھی مسلم افواج کی طاقت بڑھائی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ بعض جگہوں پر مزاحمت کا سامنا کرنے کے باوجود 'زمین دیوار' موجودہ وادی ہلمند، 'زرنج'، 'بوست' (لشکر گاہ) اور 'زابلستان' جیسے علاقے بھی لڑائی کے بغیر امن اور معاہدہ کے تحت سلطنت اسلامیہ میں شامل ہوگئے۔ ان تمام جزوی مہمات اور مزاحمتوں میں بھی المہلب بن ابی صفرہ عبدالرحمن ابن سمرہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کا ایک اہم حصہ رہے۔

بعد ازاں ان علاقوں کی نہایت اہم عسکری مہم یعنی "کابل کی طرف پیش قدمی" میں بھی المہلب شریک رہے۔ جب یہ عسکری سرگرمی شروع ہوئی تو اس وقت وہاں ہندوشاہی حکومت تھی۔ تاریخ میں کابل میں اسلام کی آمد سے قبل کی حکومت کئی ناموں سے جانی جاتی ہے جن میں ہندوشاہی نام بھی ایک تھا۔ کابل کے اس قلعہ تک پہنچے۔ [7]

قیقان جو پہلے ہی فتح ہوچکا تھا دوبارہ سلطنتِ اسلامیہ سے نکل گیا تھا۔ المہلب نے کابل کی فتح کے بعد خطۂ پاکستان کا اکثر علاقہ فتح کر لینے کے بعد آخر میں دوبارہ "قیقان" فتح کیا، جس کے بعد یہ علاقہ کبھی مسلمانوں کے ہاتھ سے نہیں نکلا۔ اس وقت کے سندھ کا سرحدی علاقہ آج کے بلوچستان کا علاقہ تھا، جسکا اکثریتی علاقہ مسلمان سلطنت

[6] ابن الأثیر، ج3، ص35
Ibn al-Athir, v. 3, p.35

[7] فتوح البلدان، أحمد بن یحیی بن جابر بن داود البَلَاذُري، دار ومکتبة الھلال، بیروت، 1988م، ص384
Al-Baladhuri, Ahmad ibn Yahya, Futūḥ al-Buldān (Beirut: Dār wa Maktabat al-Hilāl, 1988). p. 384

OPEN ACCESS
Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

کا حصہ بن چکا تھا جس میں مکران کا مکمل علاقہ شامل ہے۔

4۔ المہلب کی طور قائد مہمات کا جائزہ

کابل کی اس اہم فتح اور المہلب کی مثالی شجاعت کے عملی مظاہرے کے بعد المہلب نے عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے ہندستان کے شمال مشرقی طرف سے اپنی مہم کا آغاز کیا اور درۂ خیبر سے داخل ہو کر دریائے سندھ عبور کرنے کے لیے ہُند شہر کی طرف بڑھا۔

الف۔ ھُند شہر

کابل شاہی حکومت کا کابل سے مشرق کی جانب دوسرا اہم شہر 'اوداھبنداپور'[8] تھا جو کہ موجودہ ھُند شہر کا نام تھا۔ یہ اس وقت کی ہندوشاہی یا کابل شاہی حکومت کا ایک اہم شہر تھا کیونکہ یہ وہ مقام تھا جہاں سے دریائے سندھ عبور کیا جاتا تھا۔ کچھ تاریخ دانوں نے ہُند شہر کے کھنڈرات دیکھ کر یہ بھی کہا ہے کہ یہ ہندو شاہی یا کابل شاہی حکومت کے موسم سرما کا دارالسلطنت بھی ہوتا تھا۔ تاریخی اور آثارِ قدیمہ کے شواہد دیکھتے ہوئے جو کہ شہر ھُند کے کھنڈرات کی صورت وہاں بکھرے پڑے ہیں، جس کی اہمیت کے سبب وہاں ایک عجائب گھر بھی بنادیا گیا ہے۔ یہ بات حتمی ہے کہ مغلوں سے قبل اسکیتیائی، کوشان اور افغانستان کی جانب سے جتنے حملہ آور ہندوستان کی طرف آئے، جن میں سکندر اعظم، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، تیمور، بابر سب نے ہندوستان کی طرف پیش قدمی کرنے کے لیے دریائے سندھ کو اسی مقام سے عبور کیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ جلال الدین خوارزم (سن پیدائش: 1199ء، سن وفات 1231ء) نے یہیں سے دریائے سندھ میں چھلانگ لگائی تھی جب چنگیز خان (پیدائش 1162ء جبکہ وفات 1227ء) اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ ھُند شہر ہندوشاہی سلطنت کا ایک اہم مرکز تھا۔ بعد ازاں اٹک کے قلعہ کی تعمیر 1551ء تا 1553ء میں ہونے کے بعد اور پھر 'جرنیلی سڑک' کی تعمیر جسے ہم 'جی ٹی روڈ' (Grand Trunk Road) کے نام سے جانتے ہیں ھُند شہر کی اہمیت کم ہوتے ہوتے تاریخ میں گم ہوگئی۔ البتہ آثار اور کھنڈرات آج بھی وہیں موجود ہیں جو شہر کے محلِ وقوع کی اہمیت کی کہانی سنا رہے ہیں۔

---

8 اوداھبنداپور: موجودہ ھُند

Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

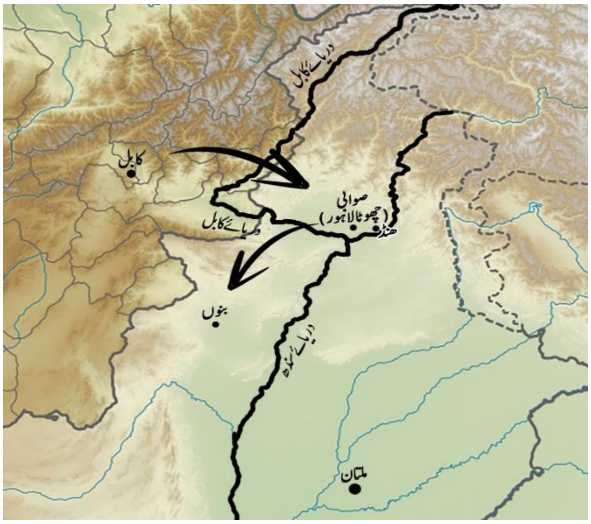

اس سوانح کی تحریر کے دوران ہمیں اس شہر کی اہمیت نے اپنی طرف شدت سے مائل کیا۔ یعنی جب المہلب نے سن 44ھ بمطابق 664ء میں کابل کے بعد مشرقی جانب اپنے لشکر کا رُخ کیا تو اُس نے وہی راستہ اپنایا جو اس سے قبل کابل سے آنے والے درجنوں فاتحین نے اختیار کیا۔ یعنی کابل کے بعد درۂ خیبر سے گزر کر ھُند کے مقام سے دریائے سندھ کو عبور کرنے کا راستہ۔ یہی وہ رستہ تھا جو المہلب بن ابی صفرۃ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اختیار کیا۔ لیکن ھُند کے مقام پر پہنچنے سے قبل ہی لاہور[9] کے مقام پر اس کو مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا جس پر اس نے قابو پالیا اور اس کو فتح ہوئی۔

یوں لاہور وہ مقام بنا جہاں سے المہلب نے مزید مشرق کی سمت بطرف شہر ھُند کی جانب بڑھ کر دریائے سندھ کو روایتی راستے سے عبور کرنے کے بجائے اپنے فوجوں کا رخ جنوب مغرب میں واقع شہر ’بَنَّۃُ‘[10] جو کہ آج خیبر پختون خواہ کا شہر بنوں کہلاتا ہے کی طرف موڑ دیا۔

پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کے شہر ’لاہور‘[11] کے بعد المہلب کا دوسرا بڑا پڑاؤ ’بنوں‘ میں ہوا۔ اپنے محل وقوع کی اہمیت کے سبب ان دونوں شہروں کا اس دور کی تمام کتب تاریخ میں ذکر بتکرار موجود ہے۔

ب۔ المہلب کا بنوں اور لاہور پر حملہ

اس دور کی مختلف کتب اسلامی تاریخ کا بتانا ہے کہ کابل کی فتح کے بعد المہلب نے جب مشرق کی طرف اپنا رخ کیا اور کابل سے ملتان تک کا علاقہ فتح کیا۔ اس کے بعد قندبیل شہر واقع موجودہ بلوچستان تک گیا۔ اس مہم کے دوران اس کا مقابلہ دشمن سے دو مقاموں پر ہوا، جہاں المہلب اور اس کی ازدی فوج کو کامیابی ہوئی۔ ان دو شہروں کا

9 لاہور: خیبر پختون خواہ کے ضلع صوابی کی تحصیل جسے اب عرف عام میں ’چھوٹا لاہور‘ بھی کہتے ہیں۔
10 بَنَّۃُ: بنوں، خیبر پختون خواہ، پاکستان
11 لاہور: دیکھئے سابقہ حاشیہ

OPEN ACCESS
Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

نام البلاذری نے 'بَنَّۃُ' اور 'لاہور' جبکہ خلیفہ ابن خیاط نے المہلب کی 'اَلاہور' اور 'بَنَّۃُ' بتایا ہے۔ خلیفہ ابن خیاط نے 44ھ کی اس مہم کو یوں قلم بند کیا ہے:

غزا الْمُهلب بْن أَبِي صفرَة أَرض الْهِنْد فَسَار إِلَى قندابيل ثمَّ أَخذ إِلَى بنة وَالاهور وهما فِي سفح جبل كابل فَلَقِيَهُمْ عَدو هَزَمَهُمْ اللَّه وملأ الْمُسلمُونَ أَيْديهم وَانْصَرفُوا سَالِمين.[12]

عبارت کی تحریر میں خلیفہ نے تقدیم و تاخیر سے کام لیا ہے کیونکہ قندابیل، بنوں اور لاہور کے بعد فتح ہوئے تھے۔[13]

البتہ خلیفہ ابن خیاط کی مندرجہ بالا عبارت نے مذکورہ دونوں شہروں کا محل وقوع جاننے کے لیے ہماری کافی رہنمائی بھی کر دی ہے۔ خلیفہ ابن خیاط کی عبارت کے مطابق یہ دونوں شہر 'جبل کابل'—جسے آج ہم 'سلسلہ کوہ ہندوکش' کے نام سے جانتے ہیں—کے دامن میں واقع تھے، وہ 'بَنَّۃُ' اور 'اَلاہور' تھے۔

'... بَنة وَالاهور وهما فِي سفح جبل كابل...الخ'

اگر آج ہم اس علاقہ کے نقشہ دیکھیں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جن دو شہروں کا ذکر کیا جا رہا ہے، ان کا محل وقوع وہی ہے جو پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کے موجودہ دو شہروں 'بنوں' اور 'لاہور' کا ہے۔

ان دونوں شہروں کا ذکر یاقوت حموی نے بلاذری کے حوالہ سے اپنی کتاب 'معجم البلدان' میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

غزا المهلّب بن أبي صفرة في سنة 44 أيام معاوية ثغر السند فأتى بنّة ولاهور، وهما بين الملتان وكابل، فلقيه العدوّ فقتله المهلّب ومن معه، فقال بعض الأزديين:

ألم تر أنّ الأزد، ليلة بيّتوا...ببنّة، كانوا خير جيش المهلّب؟[14]

یاقوت الحموی کی عبارت سے ایک مغالطہ کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ کن دو شہروں کا ذکر ہو رہا ہے۔ خصوصا شہر لاہور جس کا ذکر ہو رہا ہے وہ صوابی میں واقع شہر لاہور ہے نہ کہ پنجاب کا شہر لاہور۔

---

12 تاریخ خليفة بن خياط، أبو عمرو خليفة بن خياط بن خليفة الشيباني العصفري البصري، ت د. أكرم ضياء العمري، دار القلم دمشق، ومؤسسة الرسالة، بيروت، ط2، 1397ھ، ص206
Khalifa ibn Khayyat, Abū ‘Amr, Tārīkh Khalīfa ibn Khayyāt, ed. Akram Dhiya’ al-‘Umari, 2nd ed. (Damascus: Dār al-Qalam; Beirut: Mu’assasat al-Risālah, 1397 AH / 1977 CE). P. 206

13 تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج1، ص206

Khalifa ibn Khayyat, p. 206

14 معجم البلدان، للحموي، ج1، ص501

Al-Hamawī, Mu’jam al-Buldān, vol. 1. P. 501

Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

سب مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ 'بَنَّۃُ' بنوں شہر کا عربی نام ہے اور یہاں المہلب 44ھ میں فتح کابل کے بعد آیا تھا۔ البتہ کچھ لوگوں نے غلط طور پر مؤخر الذکر علاقے / شہر کو — جو کہ یاقوت الحموی اور البلاذری دونوں نے 'معجم البلدان' اور 'فتوح البلدان' میں بالترتیب 'لاہور' اور خلیفہ بن خیاط نے 'اَلاھور' کی املاء کے ساتھ لکھا ہے — پنجاب کے موجودہ دارالخلافہ لاہور کو تصور کیا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

مؤرخین کی اکثریت اور ہماری بھی یہی رائے ہے کہ یہ پنجاب والا لاہور نہیں بلکہ موجودہ صوبہ خیبر پختون خواہ کے صوابی نامی ضلع کی تحصیل لاہور تھا، جسے عرف عام میں 'چھوٹا لاہور' یا مقامی زبان پشتو میں 'وڑوکے لاہور' کہا جاتا ہے۔ ہماری اس رائے کی بنیاد کے دلائل اور وجوہات درج ذیل ہیں:

1- خلیفہ بن خیاط نے ان دونوں شہروں کا محل وقوع بھی بتایا ہے جو کہ '...سفح جبل کابل...الخ' ہے یعنی 'کابل سے متصل پہاڑی سلسلہ کا دامن' جو کہ اگر اس خطہ کا سیٹلائٹ نقشہ دیکھا جائے تو واضح طور پر صوابی سے متصل 'لاہور' بنتا ہے نہ کہ پنجاب کا داراخلافہ لاہور، جس کے کئی سو میل دور دور تک سرے سے کوئی پہاڑی سلسلہ ہے ہی نہیں۔ اور کابل کا پہاڑی سلسلہ تو سینکڑوں میل دور ہے۔ لہذا خلیفہ ابن خیاط کی عبارت میں لاہور سے مراد پنجاب کا دارالخلافہ لاہور ہرگز نہیں ہے بلکہ پختون خواہ والا لاہور ہے۔

2۔ اُس وقت یعنی 44ھ میں وہ علاقہ جہاں پنجاب کا لاہور شہر آباد ہے، وہاں تو کسی قابل ذکر شہر کا وجود بھی نہیں تھا۔ تاریخ وجغرافیہ کی قدیم کتاب 'حدود العالم' میں لاہور [پنجاب] کا ذکر ہے موجود ہے جسے 'اردو دائرہ معارف' نے 'لاہور' کی تاریخ اور وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے کچھ اس انداز میں لکھا ہے:

> "لاہور کی قدیم تاریخ پر قیاسات، روایات اور حکایات کا غبار کچھ اس طرح چھایا ہوا ہے کہ کوشش کے باوجود قطعی طور پر یہ معلوم کرنا ممکن نہیں کہ اس شہر کا موجودہ نام (لاہور) کب اور کیسے رکھا گیا۔"

اسلامی دور کے معروف تاریخی مآخذ میں لاہور کا ذکر سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری کی ایک عربی کتاب 'حدود العالم من المشرق إلى المغرب' میں ملتا ہے، جس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ کتاب کے اختتام پر مصنف کے قلمی بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف مبینہ طور پر 372ھ / 982ء ہوئی تھی۔ اس

OPEN ACCESS cc BY NC **Bahria University Journal of Islam and Society** is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

کتاب میں لاہور کا ذکر یوں درج ہے:

لهور«5»: مدينة ذات نواح كثيرة، سلطانها خاضع لسلطة أمير المولتان. وفيها أسواق وبيوت للأصنام. وتكثر فيها أشجار حب الصنوبر واللوز والجوز الهندي. وهم جميعا يعبدون الأصنام وليس فيها أي مسلم.[15]

گویا دسویں صدی عیسوی کے اواخر تک یہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔

البلاذری نے 'فتوح البلدان' میں ایک لاہور کا ذکر الاہوار کے نام سے کیا ہے، جو کہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جو اٹک اور ویہند کے درمیان کہیں آباد تھا۔[16]

البیرونی کئی سال تک شمالی ہندستان میں رہا اور محمود غزنوی کے حملوں کے وقت، یعنی گیارھویں صدی عیسوی میں وہ ہندستان کا آنکھوں دیکھا حال قلم بند کر رہا تھا۔ وہ اپنی مشہور تالیف[17] میں لکھتا ہے کہ:

"لاہور کسی شہر کا نہیں بلکہ ایک علاقہ کا نام ہے جس کا دارالحکومت مندھوکور ہے۔[18] صرف مرورِ زمانہ سے ہوا یہ ہے کہ صوابی والا لاہور گو پنجاب والے لاہور سے پہلے سے واقع ہے، لیکن بہت ساری وجوہ سے جن میں اولین اس کا محل وقوع ہے اس نے وہ ترقی نہیں کی جو کہ گذشتہ تقریبًا ایک ہزار سال کے عرصہ میں خصوصا محمودغزنوی کی ہندستان آمد کے بعد سے پنجاب کے لاہور نے کی اور تاحال جاری ہے۔"[19]

المہلب کی خطہ پاکستان میں آمد کے وقت، بلکہ اس سے کئی صدیوں بعد تک پنجاب والا 'لاہور' اتنا وجود بھی نہیں رکھتا تھا کے اس کا کسی تاریخ یا اس دور کی تالیف کردہ جغرافیہ کی کتاب میں ذکر تک ہوتا۔ 'معجم البلدان'

15 حدود العالم من المشرق إلى المغرب، مؤلف مجهول (توفي بعد 372ھ)، محقق ومترجم الکتاب (عن الفارسية): السيد يوسف الهادي، الدار الثقافية للنشر، القاهرة، 1432ھ، ص85

Unknown author, Ḥudūd al-ʿĀlam min al-Mashriq ilā al-Maghrib, ed. and trans. Sayyid Yūsuf al-Hādī (Cairo: Al-Dār al-Thaqāfīyah lil-Nashr, 1432 AH / 2011 CE).

16 فتوح البلدان، البلاذري، ص432

Al-Baladhuri, p. 432

17 تحقيق ماللهند من مقولة مقبولة في العقل أو مرذولة، أبو الريحان محمد بن أحمد البيروني الخوارزمي البلدان، البلاذري، ص432

Al-Bīrūnī, Abū al-Rayḥān Muḥammad ibn Aḥmad, Taḥqīq mā lil-Hind min Maqūlah Maqbūlah fī al-ʿAql aw Marḍūlah.

18 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج،21، ص1

Da'irah Maʻarif al-Islamiyyah, p. 1

19 کتاب الهند، مطبوعہ حیدرآباد، دکن، 1958ء، ص165

Al-Bīrūnī, p. 165

Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

جو کہ عربی زبان میں پانچ جلدوں پر محیط مفصل کتاب ہے اور شاید ہی کوئی اس زمانہ کا قابل ذکر علاقہ ہو یا شہر ہو اور اس کا اس کتاب میں ذکر نہ ہو۔ اس میں پنجاب کے 'لاہور' کا کسی بھی املاء 'لاہور' یا 'آلاہور' وغیرہ سے ذکر تک نہیں۔

المہلب صوابی والے لاہور کو زیرِ تسلط کرنے کے بعد جنوب کی جانب ایک اہم شہر 'بَنَّۃُ' جو کہ آج کل 'بنوں' کہلاتا ہے سے ہوتا ہوا ملتان تک کے علاقوں کو فتح کرتا ہوا آگے بڑھا۔ المہلب کی اس مہم کو ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں زیر عنوان "المہلب کی سندھ پر فوج کشی" میں لکھا ہے۔ کیونکہ اس وقت کابل کے بعد درۂ خیبر سے مشرقی جانب کا علاقہ سندھ کہلاتا تھا نہ کہ ہند، عرب مؤرخ اور جغرافیہ داں عموماً خطۂ پاکستان کے اکثریتی علاقہ کو 'سندھ' کے نام سے لکھتے اور پکارتے تھے، لہٰذا ابن اثیر نے بھی اپنی تاریخ کی کتاب میں اس علاقہ کو 'سندھ' کے نام سے ہی موسوم کیا ہے۔

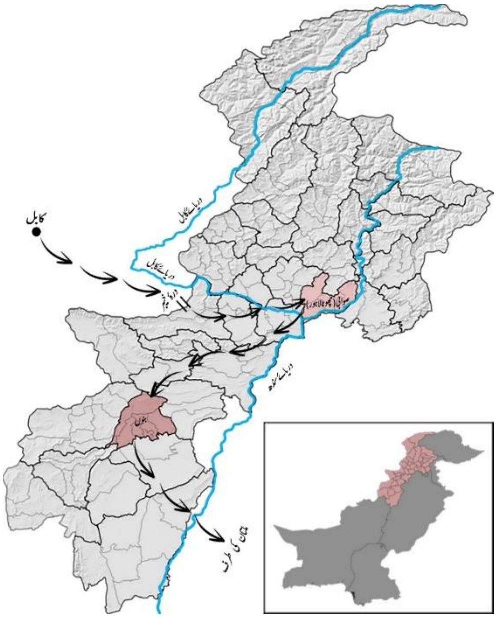

ان تمام تاریخی حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ 'بَنَّۃُ' ہی وہ شہر ہے جو کہ آج 'بنوں' کے نام سے جانا جاتا ہے یہ اس وقت کا ایک اہم شہر تھا جو اپنے محل وقوع کے اعتبار سے کابل سے آنے والے حملہ آوروں کے لیے اہمیت رکھتا تھا۔ نیز اس وقت اس علاقہ میں قائم ہندو شاہی حکومت کا کابل سے جنوب کی جانب دوسرہ اہم شہر بھی تھا جو کہ المہلب نے 44ھ کو بزور تاراج کیا۔

یوں المہلب نے ملتان کی طرف پیش قدمی سے قبل کابل سے صوابی ضلع اور بنوں شہر تک کے علاقہ کو فتح کیا اور وہاں تک اقتدار مستحکم کرنے کے بعد ملتان کی طرف بڑھا۔ اس راستے پر 'بَنَّۃُ' یعنی بنوں واحد قابلِ ذکر شہر یا آبادی تھی۔ یوں اس کی فتح کے بعد خطۂ پاکستان کے شمال مغرب کا ایک وسیع علاقہ اسلامی سلطنت میں پہلی مرتبہ

OPEN ACCESS
Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

شامل ہوا۔

ج۔المہلب کی ملتان کی طرف پیش قدمی

لاہور اور بنوں کے بعد دوسرا اہم علاقہ جو المہلب نے فتح کیا وہ ہندوشاہی سلطنت کی انتہائی جنوبی سرحد تھی جو کہ ملتان شہر کے مغربی جانب دریائے سندھ کا مغربی کنارہ تھا ملتان شہر اس وقت سندھ حکومت کا حصہ تھا کابل شاہی حکومت کا حصہ نہیں تھا۔ المہلب نے اس طرف اپنے لشکر کی پیش قدمی شروع کی اور ملتان شہر کے مغربی جانب بہتے ہوئے دریائے سندھ کے مغربی کنارے تک ہی محدود رہا۔

المہلب کے ملتان کے مغربی علاقے پر حملہ کے تقریباً 50 سال بعد 713ء میں محمد بن قاسم نے جنوب سے آکر ملتان شہر اور اس میں واقع قلعہ کو تاراج کیا۔

اس زمانہ میں ملتان شہر اور اس سے متصل کافی بڑا علاقہ بھی ملتان کے نام سے ہی موسوم تھا جو راجہ داہر کی ہندو حکومت جو کہ جنوب میں دیبل کی بندرگاہ سے شروع ہوتی تھی۔اس کی انتہائی شمالی سرحد تھی۔

المہلب نے چونکہ سندھ کی جانب پیش قدمی خطۂ پاکستان کے شمال مغرب سے کی تھی — جیسا کہ وہ درہ خیبر سے داخل ہوا تھا — لہٰذا وہ عظیم دریائے سندھ کے مغربی جانب ہی رہا اور اس کو پار کر کہ دوسری طرف نہیں گیا۔ بنابریں جب وہ جنوب میں ملتان کے علاقے تک پہنچا تو اس کے اور ملتان شہر کے درمیان نہایت وسیع دریائے سندھ موجود تھا۔

یہ المہلب بن ابی صفرۃ کی عظیم شخصیت تھی جس نے اس خطہ میں اسلام کا تعارف کرایا اور دین حق کی داغ بیل ڈالی۔ یہ بنیاد اتنی واضح اور مستحکم تھی کہ جب جنوب کی جانب سے محمد بن قاسم سندھ کا علاقہ فتح کرتے ہوئے ملتان تک پہنچا اس نے ملتان کے قلعہ کو فتح کرلیا اور ہندو مہاراجہ فرار ہو کر کشمیر بھاگ گیا کیونکہ شمال مغربی جانب یعنی بنوں، صوابی اور کابل کی طرف تو ہندوشاہی حکومت بدستِ المہلب ختم ہوچکی تھی، البتہ اس وقت تک ملتان سے شمال مشرق یعنی کشمیر کی طرف ابھی ہندو راجاؤں کی حکومت باقی تھی۔ لہٰذا محمد بن قاسم بھی شمال میں آگے نہیں بڑھا ۔کیونکہ وہاں یعنی ملتان کے شمال مغرب میں تو المہلب کے ہاتھوں محمد بن قاسم کی ملتان آمد سے تقریباً 50 سال قبل اسلام کی شمعیں روشن ہوچکی تھیں۔

OPEN ACCESS cc BY NC Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

المہلب کی اس عسکری مہم کے بیان میں انتہائی قابل ذکر مقام جس کا ذکر ہمیں نظر آتا ہے وہ مقام ملتان ہے۔ ملتان شہر اس وقت خِطہ پاکستان میں نہایت اہمیت رکھتا تھا۔ ملتان کا علاقہ اس وقت کی حکومت سندھ کی شمالی حدود کا تعین کرتا تھا۔ سیاسی، تجارتی، جغرافیائی اور مذہبی حوالہ سے اس کی ایک خاص اہمیت تھی اس شہر کے درمیان میں ایک مضبوط قلعہ تھا جہاں ہندو دھرم کا قدیم معبد بھی تھا اور اس وقت جب المہلب کی فوجیں اس شہر کے مغربی جانب سے یعنی دریائے سندھ کے مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ گزر رہی تھیں یہاں راجہ داہر کا چچازاد بھائی عامل تھا جس کا نام 'گوڑسنگ' تھا۔[20]

د۔ ملتان سے آگے "قندابیل یا گنداوہ" کی فتوحات

ملتان شہر اور المہلب کے درمیان ایک بڑے دریا کی رکاوٹ کی وجہ سے المہلب ملتان شہر پر حملہ کرنے کی بجائے دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر آگے چلتا ہوا جنوب کی طرف گیا۔ پھر موجودہ شکارپور کے علاقے کے قریب پہنچ کر مغرب کی طرف اس وقت کے ایک اہم شہر 'قندابیل' جو کہ آج کل 'گنداواہ' کے نام سے جانا جاتا ہے کی طرف رُخ کیا۔

شہر قندابیل کی طرف المہلب جھل مگسی کے ان راستوں سے ہوتا ہوا گذرا جن چٹیل اور ریتلے علاقوں کے دشوار گزار صحرائی راستوں پر آج کل کی مشہور جھل مگسی جیپ ریلی ہوتی ہے۔ آج سے تقریبا1360سال قبل انہیں رستوں کے قرب وجوار سے اسلام کے یہ عظیم سالار ابوسعید مہلب بن ابی صفرۃ اپنے گھوڑوں کے لشکر کے ساتھ یہاں سے گذرا تھا یہ علاقہ اس وقت کی سندھ سلطنت میں آتے تھے۔

چچ نامہ کے مطابق سندھ کے ہندو راجہ چچ نے سن 641ء میں مکران، لسبیلہ، خضدار اور قندابیل کو سندھ سلطنت میں شامل کر دیا تھا لیکن 644ء تک اسلام اس شہر تک پہنچ چکا تھا یعنی یہ شہر 44ھ تک راجہ داہر کی عملداری سے العبدی کے حملے کے سبب ایک مرتبہ نکل چکا تھا۔ یہ شہر آج کل صوبہ بلوچستان میں آتا ہے اور نسبتا چھوٹا اور غیر معروف شہر ہے اس کا نام 'گنداواہ' ہے۔

---

[20] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد21

Da'irah Ma'arif al-Islamiyyah (Urdu). Vol. 21. P. 165

OPEN ACCESS CC BY NC **Bahria University Journal of Islam and Society** is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

البلاذری اور خلیفہ ابن خیاط اور دیگر مؤرخین نے ’قندابیل‘ اور وہاں ملتان کے بعد المہلب کے لشکر کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ انہیں تاریخ کے حوالوں سے اردو دائرہ معارف اسلامی نے مندرجہ ذیل طریقے سے کی ہے:

”قندابیل:بُدھا [بُدِھیا، متبادل شکل نُدھا]کے علاقه کا ایک شہر جو بلوچستان میں ہے اور آج کل کچی یا کچھ گنداواہ سے مطابقت رکھتا ہے؛ظن غالب یه ہے که یہی وہ شہر ہے جو آج کل ’گنداواہ‘ کہلاتا ہے۔ اور جسے اب کوئی اہمیت حاصل نہیں رہی۔“[21]

یہی تفصیل انہی مراجع کے حوالوں سے Encyclopedia of Islam جلد چہارم میں بھی درج ہے جس سے عصرِ حاضر کے کئی مؤرخین نے بطور حوالہ لیا ہے۔

’قندابیل‘ کو یاقوت الحموی نے اس طرح بیان کیا ہے:

هي مدينة بالسند وهي قصبة لولاية يقال لها النّدهة كانت فيها وقعة لهلال بن أحوز المازني الشاري على آل المهلب، ومن قصدار إلى قندابيل خمسة فراسخ، ومن قندابيل إلى المنصورة ثماني مراحل، ومن قندابيل إلى الملتان مفاوز نحو عشر مراحل...الخ[22]

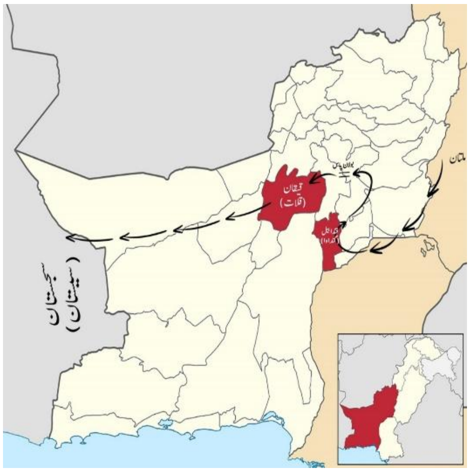

یاقوت الحموی کی اس تفصیل سے ’قندابیل‘ کا محلِ وقوع واضح ہو جاتا ہے اور اس بات میں کوئی شک کی گنجائش نہیں رہتی کہ آج کا شہر ’گنداواہ‘ ہی ’قندابیل‘ کہلاتا تھا یہ شہر اس وقت کی سندھ سلطنت کا ایک شمال مغربی سرحدی شہر تھا جو یہاں المہلب کی آمد سے قبل ایک مختصر سے عرصہ کے لیے اسلامی حکومت میں شامل ہو چکا تھا جس واقعہ کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

ھ۔ قلات کی جانب پیش قدمی اور مزاحمت

ابھی المہلب قندابیل سے ہو کر براستہ درّۂ بولان سجستان کی طرف جا ہی رہے تھے کہ قیقان —جو کہ آج کل

---

[21] اردو دائرہ معارف، 16، ص 411

Da’irah Ma‘arif al-Islamiyyah (Urdu). Vol. 2, p. 411

[22] معجم البلدان، ج 4، ص 402

Al-Baladhuri, p. 402

OPEN ACCESS
Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

'قلات' کے نام سے جانا جاتا ہے ــــ کے مقام پر اس کو مزاحمت کا سامنا ہوا جو کہ بہت تھوڑے سے ترک گھڑ سواروں کی طرف سے تھا۔ تعداد میں کل اٹھارہ (18) تھے لیکن تاریخی حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت ہی سخت جان، دلیر اور ماہر گھڑ سوار تھے۔ اس دور کے اکثر مؤرخین البلاذری، ابن کثیر اور طبری نے اس جھڑپ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ ابن اثیر کے مطابق:

وَلَقِيَ الْمُهَلَّبَ بِبِلَادِ الْقِيقَانِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَارِسًا مِنَ التُّرْكِ فَقَاتَلُوهُ فَقُتِلُوا جَمِيعًا، فَقَالَ الْمُهَلَّبُ: مَا جُعِلَ هَؤُلَاءِ الْأَعَاجِمُ أَوْلَى بِالتَّشْمِيرِ مِنَّا! فَحَذَفَ الْخَيْلَ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ حَذَفَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ...[23]

قیقان کے بعد المہلب نے اپنے لشکر کا رُخ واپس سجستان کی طرف کیا جو کہ کئی سال قبل اسلامی حکومت میں شامل ہو چکا تھا یہ وہ ہی مقام ہے جہاں سے 44ھ میں عبد الرحمن بن سمرہ کی قیادت میں ایک مہم شروع ہوئی اور جس میں فتح کابل کے بعد المہلب نے عبد الرحمن بن سمرہ کی اجازت سے مذکورہ بالا عسکری مہم کو تقریباً عرصہ ایک سال قبل شروع کیا تھا اور اب فتح اور نصرت سے کامران ہو کر اس مہم کو مکمل کر کے واپس سجستان لوٹ رہا تھا۔[24]

سجستان کو آج کل 'سیستان' کہا جاتا ہے۔ یہ وہ خطہ ہے جس میں افغانستان کا مغربی حصہ اور ایران کا کچھ حصہ شامل ہے۔ تاریخی اعتبار سے یہ ایک بڑی اور اہم ریاست تھی۔ اس کے شہروں میں 'بست'، 'کرکویہ' اور 'زرنج' ہیں۔

بہت سے علماء کرام اس علاقہ یعنی سجستان سے منسوب ہیں۔ ائمہ حدیث میں سے امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسماعیل الازدی السجستانی بھی اسی علاقے سے تھے۔ قرونِ وسطیٰ میں اس کا دارالحکومت زرنج شہر تھا اسے تیمور لنگ نے تباہ کر دیا تھا اور اس کے کھنڈرات اب بھی باقی ہیں۔

نتائج وتوصیات

درج بالا تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ:

المہلب نے منظم عسکری پیش قدمی کی اور اہم ترین شہروں کو اسلامی سلطنت کے تحت لانے میں بھرپور

---

23 ابن الأثیر، ج3، ص42

Ibn al-Athir, v. 3, p.42

24 معجم البلدان، للحموي، ج3، ص190

Al-Hamawī, v. 3, p.190

Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

کردار ادا کیا۔

المہلب کی یہ مہمات جارحانہ تھی جس کی آگاہی ہم کو المہلب کی فوج کا بنوں (بنّہ) کے مقام پر شب خون مارنے سے ملتا جلتا ہے۔ المہلب ایک دلیر اور قابل جرنیل تھا۔

عسکری اہمیت کے حامل علاقوں یعنی درۂ خیبر، صوابی (چھوٹا لاہور)، بنّہ (بنوں)، اور پھر ملتان، شکارپور، گنداوہ یا قندابیل اور قیقان (قلات) کی فتح سے شمال مغربی خطۂ پاکستان کے مسلم اقتدار کی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔

ملتان کے قریب آکر دریائے سندھ سے مغربی کنارے پر پیش قدمی سے یہ واضح ہوا کہ عسکری مہمات اور فتوحات کا اختتام مضبوط سیاسی اور عسکری محاظ پر کرنا چاہیے تاکہ داخلی امن اور استحکام میں دوام پیدا ہو۔

المہلب نے خاندانی اور قبائلی قوت کا بہترین استعمال کیا جہاں ازدی قبیلے کے جوانوں کو ہر قربانی کے لیے تیار رکھا اور فتوحات سمیٹیں۔

المہلب نے مختلف علاقوں کی فتوحات کے تجربات کا جائزہ لیتا تھا اور ہر وقت سیکھنے کے لیے تیار رہتا تھا۔ جیسا کہ قیقان (قلات) میں ترک سواروں پر فتح کے بعد گھوڑوں کی دُمیں کاٹ کر تربیتی نقطۂ نظر کا عملی ثبوت دیا۔ اور بتایا کہ اپنی فوج کی کارکردگی کو مسلسل بہتر بنانے کے لیے قائد کو اپنے تجربات اور مشاہدات کو بہتر بناتے رہنا چاہیے۔

ان فتوحات نے محمد بن قاسم کی فتوحات کے لیے نہایت اہم جغرافیائی اور انتظامی بنیادیں فراہم کیں۔

سفارشات

صوابی، بنوں، ملتان، قندابیل (گنداواہ) میں کھنڈرات کی شناخت اور ان کے تجزیے کے لیے متعلقہ ٹیموں کو میدان میں بھیجا جائے۔

المہلب کی جانب سے فتح شدہ علاقوں میں اسلامی حکومت اور انتظامی نظام کے ابتدائی نفاذ پر روشنی ڈالی جائے۔

اس زمانے کے مالیاتی نظام، معاہدات، اور مقامی قبائل سے مہلب روابط کو دستاویزی شکل میں محفوظ کرنا اہم تحقیقی کام ہے۔

ھندو شاہی روایات سے روایتی اسلامی مصادر (بلاذری، ابن کثیر، ابن خیاط) کا تقابلی جائزہ کیا جائے۔

Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/

مصادرومراجع

1.ابن سعد، طبقات، ج 7، ناشر نفیس اکیڈمی، کراچی

Ibn Sa'd. Tabaqat. Vol. 7. Karachi: Nafees Academy.

2. دائرہ معارف اسلامیہ اردو،دانش گاہ پنجاب، لاہور، پاکستان۔

.Da'irah Ma'arif al-Islamiyyah, Punjab University, Lahore, Pakistan, 2008

3.الكامل في التاريخ، عز الدين ابن الأثير، ت عمر عبد السلام تدمري، دارالكتاب العربي، بيروت، ط1، 1417ھ-/1997م

Ibn al-Athir, 'Izz al-Dīn. Al-Kāmil fī al-Tārīkh. Edited by 'Umar 'Abd al-Salām Tadmurī. Beirut: Dār al-Kitāb al-'Arabī, 1417 AH / 1997 CE. Vol. 3.

4.فتوح البلدان، أحمد بن يحيى البلاذري، دار ومكتبة الهلال، بيروت، 1988

Al-Baladhuri, Ahmad ibn Yahya. Futūḥ al-Buldān. Beirut: Dār wa Maktabat al-Hilāl, 1988.

5.تاريخ خليفة بن خياط، أبو عمرو خليفة بن خياط، ت د. أكرم ضياء العمري، دارالقلم دمشق، ومؤسسة الرسالة، بيروت، ط2، 1397ھ-

Khalifa ibn Khayyat, Abū 'Amr. Tārīkh Khalīfa ibn Khayyāt. Edited by Akram Dhiya' al-'Umari. Damascus: Dār al-Qalam; Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 1397 AH / 1977 CE. 2nd edition.

معجم البلدان، شہاب الدين ابو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومى الحموى (متوفى: 626ھ)، دار صادر، بيروت، دوسری طباعت، 1995ء۔

Yaqut ibn 'Abd Allah al-Rumi al-Hamawi, Shihab al-Din. Mu'jam al-Buldan. 2nd ed. Beirut: Dar Sader, 1995

حدود العالم من المشرق إلى المغرب، محقق ومترجم: السيد يوسف الهادي، الدار الثقافية للنشر، القاهرة، 1432ھ-

Unknown author. Ḥudūd al-'Ālam min al-Mashriq ilā al-Maghrib. Edited and translated from Persian by Sayyid Yūsuf al-Hādī. Cairo: Al-Dār al-Thaqāfīyah lil-Nashr, 1432 AH / 2011 CE.

ابوریحان محمد بن احمد البیرونی الخوارزمی، تحقیق ماللهند من مقولة مقبولة في العقل أو مرذولة، مطبوعہ حیدرآباد، دکن، 1958ء

Al-Bīrūnī, Abū al-Rayḥān Muḥammad ibn Aḥmad. Taḥqīq mā lil-Hind min Maqūlah Maqbūlah fī al-'Aql aw Marḍūlah‹Kitāb al-Hind. Hyderabad Deccan, 1958.

OPEN ACCESS | CC BY NC

Bahria University Journal of Islam and Society is licensed under Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0). https://bujis.bahria.edu.pk/